شاہد حسین رزاقی

تاثرات

انسانی حقوق سے عورتوں کی محرومی تمام معاشروں کی وہ بنیادی خرابی تھی جس کو سب سے پہلے اسلام ہی نے دور کیا۔ اسلام سے قبل عورتوں سے شدید بے انصافی کی جاتی تھی۔ ہر اعتبار سے ان کی حالت نہایت پست تھی اور ترقی یافتہ معاشروں میں بھی ان کو معاشرتی حقوق حاصل نہ تھے۔ لیکن اسلام نے عورتوں سے بدسلوکی اور بے انصافی کو ختم کر کے ان کو ہر قسم کے حقوق دیے۔ اور قرآن نے یہ یہ واضح کر دیا کہ عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ مردوں کے عورتوں پر۔ چنانچہ اسلامی معاشرہ میں عورت کو ساتویں صدی میں وہ مرتبہ اور حقوق حاصل ہو گئے تھے جن کے لیے مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کی عورتوں کو انیسویں صدی کے آخر تک زبردست جد و جہد کرنی پڑی لیکن اس کے باوجود آج یہ غلط فہمی عام ہے کہ اسلام عورتوں کو کم تر درجہ کی مخلوق سمجھتا ہے اور ان کو انسانی حقوق دینے کا شدید مخالف ہے۔ گویا کہ انسانی معاشرہ کی جس خرابی کو اسلام نے دور کیا اسی خرابی کو پیدا کرنے کا الٹا الزام اسلام پر عائد کیا جاتا ہے۔ اسلام کے بارے میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی ذمہ داری سب سے زیادہ خود مسلمانوں پر ہے۔ جن کے غیر اسلامی طرزِ عمل نے اسلام کو بدنام کرنے کا موقع اور ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے وہ خود مسلمانوں نے ان سے چھین لیے اور اپنی اس غیر اسلامی روش کو اسلام کے عین مطابق کہنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو مسلمان قوموں کی ترقی میں شدید رکاوٹیں پیدا ہو گئیں اور دوسری طرف معاشرتی نظام میں مسلمان عورت کی حالت اس قدر پست ہو گئی کہ مخالفوں کو اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل گیا اور تمام روشن خیال عناصر اسلام سے بدظن ہو گئے۔ یہ صورتِ حال مسلمان قوموں اور اسلام دونوں کے لیے نقصان رساں ہے اور اس کو ختم کرنے کے لیے مؤثر عملی تدبیریں اختیار کرنا ضروری ہے۔

ہر ملک میں مسلمانوں کے معاشرتی، دینی اور ملی مفاد کے پیش نظر ان کی عائلی زندگی کی اصلاح و تنظیم وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ناپسندیدہ چیزوں اور

ترتیب

تاثرات	شاہد حسین رزاقی	۳
مغربی افریقہ عہد اسلامی میں	ثروت خاں	۷
سود	چودھری محمد اسماعیل	۳۵
جہاد کی حقیقت	پروفیسر محمد عثمان	۵۱
طلاق ناپسندیدہ فعل ہے	محمد جعفر پھلواروی	۶۲
مطبوعات	. . . .	۶۵-۶۷

طابع ناشر
پروفیسر ایم۔ ایم شریف

مطبوعہ
انجمن حمایت اسلام پریس۔ لاہور

مقام اشاعت
ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور

وہ دوبارہ شادی کر سکے گا۔ لیکن تین بار طلاق نافذ العمل ہونے کی صورت میں یہ حق ساقط ہو جائے گا۔ اگر طلاق دینے کا حق بیوی کو حاصل ہو تو طلاق سے متعلق دفعہ میں ترمیم کردہ شرائط کے مطابق یہ حق استعمال کیا جا سکے گا۔

آرڈی ننس کی دوسری دفعات میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر نکاح نامہ میں حق مہر کی ادائیگی کے طریقہ کی صراحت نہ ہو تو مہر کی پوری رقم عندالطلب تصور کی جائے گی۔ ثالثی کونسل کے ذریعہ بیوی اپنا نان نفقہ حاصل کر سکے گی۔ نکاح کو رجسٹر کرانا ضروری ہوگا۔ اور یونین کونسلیں نکاح کا اندراج کرنے والے مقرر کریں گی جو نکاح بھی پڑھا سکیں گے۔ اگر کوئی اور شخص نکاح پڑھائے تو اسے یونین کونسل کے صدر کو اطلاع دینی ہوگی۔ ایک اور دفعہ کے مطابق یتیم پوتے پوتیاں یا نواسے نواسیاں دادا یا نانا کی وراثت کے حقدار ہوں گے۔ آرڈی ننس میں خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سزائیں بھی مقرر کر دی گئی ہیں اور کونسل کے فیصلہ کے خلاف فریقین کو متعلقہ سرکاری عہدہ دار کے پاس نظر ثانی کی درخواست دینے کا بھی حق ہوگا اور اس کا فیصلہ آخری ہوگا۔ وزیر قانون نے یہ بھی کہا ہے کہ دوسری شادی اور طلاق کی صورت میں بچوں کی تولیت اور حقوق کا مسئلہ اور عائلی کمیشن کی بعض دوسری سفارشات بھی زیر غور ہیں اس لیے یہ توقع ہے کہ اس وقت عائلی زندگی میں جتنی خرابیاں ہیں وہ سب دور ہو جائیں گی۔

ہمارے ادارہ کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام کے اساسی تصورات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک ایسے ترقی پذیر اسلامی معاشرہ کا خاکہ مرتب کیا جائے جس میں ارتقائے حیات کی پوری گنجائش ہو اور اس تنگ نظری اور کج فہمی کا انسداد ہو سکے جس نے اصلاح و ترقی کی راہیں مسدود کر دی ہیں۔ اور مسلمانوں کی عائلی زندگی کے متعلق بھی اس نے یہی مقصد پیش نظر رکھا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم نے جو اس وقت ادارہ کے ڈائرکٹر تھے عائلی کمیشن کے کام میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ اور مجلۂ ثقافت نے اس اہم مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، مولانا عبدالسلام ندوی اور دیگر اصحاب کے فکر انگیز مقالات شائع کیے۔ ہمارے نزدیک یہ آرڈی ننس اس لیے بھی بہت اہم اور قابل قدر ہے کہ اس کا مقصد مسلمان عورتوں کو قرآنی احکام کے مطابق ان کے حقوق دینا اور عائلی زندگی کے لیے قانونی طریقہ کار متعین کر کے ان خرابیوں کو دور کرنا ہے جو کسی مشروط اجازت یا حق کے ناجائز استعمال سے پیدا ہو جاتی ہیں۔

ناگزیر خرابیوں کو بدرجۂ مجبوری اختیار کیا جاتا ہے۔ اور تعدد ازدواج اور طلاق بھی معاشرتی زندگی کی وہ خرابیاں ہیں جن کو مخصوص حالات میں مجبوراً برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اسلام نے بڑی کڑی شرطوں کے ساتھ ان کی اجازت دی ہے۔ لیکن مسلمانوں کے بعض طبقوں نے مشروط اجازت اور ناگزیر برائی کو مردوں کا ایک امتیازی حق سمجھ لیا اور اس غلطی کی وجہ سے ازدواجی زندگی نے ایسی افسوس ناک شکل اختیار کر لی جو اسلامی تعلیمات کی روح اور مقصد کے بالکل برعکس ہے۔ اس صورت حال سے مسلمانوں کی عائلی زندگی میں بے شمار خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور ملی مسائل کو سمجھنے اور غور و فکر کی صلاحیت رکھنے والے افراد ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ محکوم مسلم ممالک کی آزادی سے عالمِ اسلامی میں ایک نئے دَور کا آغاز ہوا ہے۔ اور مسلم ممالک کے روشن خیال رہنما ہر جہتی فلاح و ترقی کے لیے ضروری اصلاحات نافذ کر رہے ہیں۔ چنانچہ کئی مسلم ممالک نے جن میں پاکستان بھی شامل ہے مسلمانوں کی عائلی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے ضروری قوانین نافذ کیے ہیں۔ پاکستان میں اس قسم کے قانون کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جا رہی تھی لیکن عام توقعات کے برعکس اس کے نفاذ میں تاخیر ہوتی رہی یہاں تک کہ موجودہ انقلابی حکومت نے دیگر اہم مسائل کی طرح معاشرتی اصلاح کے اس اہم پہلو پر بھی عملی توجہ کی اور مسلمانوں کے عائلی قوانین کا آرڈیننس نافذ کر دیا جس کے لیے وہ قابلِ مبارک باد ہے۔

اس آرڈیننس کی دو بنیادی دفعات تعدد ازدواج اور طلاق سے متعلق ہیں۔ اور اس کے بموجب کوئی شخص ثالثی کونسل کی تحریری اجازت کے بغیر بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کر سکے گا۔ ثالثی کونسل فریقین کے ایک ایک نمائندہ اور یونین کونسل کے صدر پر مشتمل ہوگی۔ اور پوری طرح یہ اطمینان کر لینے کے بعد اجازت دے سکے گی کہ مجوزہ شادی ضروری اور انصاف پر مبنی ہے اور اس کو اپنے فیصلہ کے وجوہ بھی درج کرنے ہوں گے۔ دوسری شادی کی اجازت کے لیے درخواست میں اس کے وجوہ بھی بیان کرنے ہوں گے نیز یہ بھی بتانا ہوگا کہ موجودہ بیوی یا بیویوں کی رضامندی حاصل کر لی گئی ہے یا نہیں۔

اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق دینا چاہے تو اس کو دفعتاً علاحدہ کرنے کا حق نہ ہوگا۔ بلکہ یونین کونسل کے صدر کو اس کی تحریری اطلاع دینا اور اس کی نقل بیوی کو بھیجنا ضروری ہوگا۔ یونین کونسل کا صدر فریقین کے نمائندوں کے ساتھ مل کر مصالحت کرانے کی کوشش کرے گا۔ اس میں کامیابی نہ ہونے کی صورت میں تین ماہ کے بعد یا حالت حمل کی صورت میں بچے کی ولادت کے بعد جو صورت بھی مؤخر ہو طلاق ہو جائے گی۔ اس دوران میں شوہر کو طلاق منسوخ کر دینے کا حق ہوگا۔ اور تین ماہ گزر جانے کے بعد طلاق نافذ ہونے کی شکل میں بھی